ہدایۃ السالکین

مؤلف

مولانا سید شاہ عبید اللہ قادری آصف پاشاہ

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہ و متولی جامع مسجد شجاعیہ چارمینار

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام : **ہدایۃ السالکین**

موضوع : سلوک

مؤلف : مولانا سید شاہ عبید اللہ قادری آصف پاشاہ

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہ و متولی جامع مسجد شجاعیہ چار مینار

ناشر : شعبۂ نشر و اشاعت انجمن خادمین شجاعیہ آندھرا پردیش

تعداد : 1000

سنہ اشاعت : ۲۰۱۴ء

ہدیہ : روپئے

کمپوزنگ وطباعت : لمعان کمپیوٹر گرافکس اینڈ پرنٹرس

چھتہ بازار، حیدرآباد۔رابطہ :9440877806

ملنے کے پتے

۱) خانقاہ شجاعیہ، نمبر ۳۵-۵-۲۲، واقع عقب جامع مسجد شجاعیہ چار مینار، حیدرآباد۔

۲) بارگاہ حضرت قطب الہند حافظ سیدنا میر شجاع الدین حسین قادریؒ

عیدی بازار، حیدرآباد۔ فون: 040-66171244

فہرست

ہدایۃ السالکین	۴
بیعت کا بیان	۸
اقسام بیعت	۱۱
شرائط مرشد کا بیان	۱۵
مریدی کے شرائط	۲۰
مرید کیلئے چند ضروری ہدایات	۲۱
مرید پر مرشد کے حقوق وآداب کا بیان	۲۳
مرشد کی خدمت میں حاضری کے آداب	۲۹
مرشد سے گفتگو کے آداب	۳۰
مرشد کی اطاعت	۳۱
مرشد کی خدمت	۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہدایۃ السالکین

رہبرو رہنما جسے مرشد یا پیر کہتے ہیں کو تلاش کرنا واجبات دین میں سے ہے کیونکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کیلئے اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کو لازمی شرط ٹھیرایا ہے اور اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے ’’ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ‘‘ (سورہ اعلیٰ) یعنی بیشک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہوگیا۔ اور ایک مقام پر فرمایا ’’ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ‘‘ (سورہ شمس) یعنی بیشک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کرلیا (اور اس میں نیکی کی نشو ونما کی)۔

نفس و جان کے برے صفات جن کو رزائل اور امراض روحانی بھی کہتے ہیں سے پاک ہونے کو تزکیہ نفس کہتے ہیں۔ جس کیلئے کسی طبیب روحانی کی ضرورت ہوتی ہے اور مرشد یا پیر ہی وہ روحانی طبیب ہوتا ہے جو ان بری صفات یا روحانی امراض جیسے حُبّ دُنیا، حسد، حرص، تکبر، بخل، غصہ، حُبِّ جاہ، ریاکاری وغیرہ سے نہ صرف واقف ہوتا ہے بلکہ ان کا معالج بھی ہوتا ہے جس کی صحبت میں رہ کر اور جسکے حکم کی تعمیل کر کے فلاح دارین کا طالب منزل مقصود کو بفضل مولا تعالیٰ حاصل کرتا ہے۔

تزکیہ نفس کا حصول علم و عمل ریاضت و مجاہدہ سے ممکن ہے۔ علم کے ذریعہ جہاں ان مہلک روحانی بیماریوں یعنی رزائل یا بری صفات جو قلبِ انسانی میں پائے جاتے ہیں کا پتہ چلتا ہے تو عمل یعنی ریاضت و مجاہدے کی بھٹی ان بری صفات سے نجات دلاتی ہے۔ لیکن ان دونوں باتوں یعنی علم و عمل کیلئے ضروری ہے کہ کسی ماہر فن کی خدمت سے استفادہ کیا جائے جیسے کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بھی علم وفن کو حاصل کرنے کیلئے اسکے ماہرین کی صحبت اور

ان سے استفادہ کے بغیر اس علم وفن میں آدمی عبور حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ فن کے ماہرین فن کی باریکیوں اور اسکے تقاضوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔جیسے ایک اچھا طبیب بننے کیلئے صرف کتابوں کا مطالعہ کافی نہیں ہوتا بلکہ کسی تجربہ کار و ماہر طبیب کی خدمت میں ایک طویل عرصہ گذار کر ہی اس فن میں دسترس حاصل کی جاسکتی ہے۔اسی طرح ہر فن کے باب میں اسی اصول پر عمل ضروری ہوتا ہے ورنہ ایک طرح کی خلاء یا کمی اس فن میں ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

تزکیہ نفس بری صفات کو دفع کرنے یا ترک کرنے اور اچھی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کا نام ہے۔اور یہ عمل کسی فن سے کم نہیں بلکہ اسکو تمام فنون سے بلند پایہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ جس چیز میں انسان کی فلاح رکھدی گئی ہو کیا اس کے حصول سے بڑھ کر بھی کوئی اہم کام ہوسکتا ہے؟ تو اس سے ثابت ہوا کہ ایک ایمان والے کیلئے سب سے اہم ذمہ داری تزکیہ نفس ہے۔ لہذا تزکیہ نفس کیلئے اس فن کے ماہر شیخ طریقت یا رہبر و مرشد کی تلاش اور انکی صحبت سے استفادہ واجب ٹھیرا۔

ایک شیخ طریقت یا مرشد جس کی حیثیت طبیب امراض روحانی یا رہبر راہ ربانی کی ہے کیلئے کچھ صلاحیتوں کا ہونا ضروری ہے۔کن صلاحیتوں کا ہونا چاہئے اور مرشدی کیلئے کیا شرائط ہیں، شیخ کامل کی کیا علامات ونشانیاں ہیں، اسکو ہم آگے شرائط مرشد کے عنوان سے بیان کریں گے۔ یہاں ایک اہم سوال جو ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جو بری صفات و رزائل جو نفس انسانی میں پائے جاتے ہیں ان کا محل و مرکز کیا ہے؟ اور ان بری صفات کے نتائج کیا ہیں؟ تو ان سوالات کا میں پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ ان بری صفات کا محل و مرکز قلب انسانی ہے۔ جب یہ بری صفات قلب انسانی میں گھر کر لیتے ہیں تو یا ان کا انسان کے دل پر قبضہ ہوجاتا ہے۔تو ایک طرح کا فساد یا خرابی دل میں پیدا ہوتی ہے جس کے اثر سے تمام اعضاءِ جسمانی ان بری صفات کی تاثیر سے معصیت کاری اور برائی میں مبتلاء

ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ ارواح وقلوب کے طبیب اعظم وحکیم اتم نور مجسم سید العرب والعجم سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ؎

اِنَّ فِیْ الْجَسَدِ لَمُضْغَۃٌ اذاصَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّھَاالَا وَھِیَ الْقَلْبُ (بخاری کتاب الایمان ۵۰)

ترجمہ: بیشک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے خبردار وہ قلب ہے۔

رسول پاک ﷺ جو سرتاپا ہدایت ہیں وہ دین حق وکلام حق لیکر آئے ہیں تو وہیں آپ کی شان اقدس یہ بھی ہے کہ آپ مزّکی یعنی رزائل سے صاف وستھرا فرمانے والے بھی ہیں اور آپ نے انہی برکات وفیض عالی سے جن ہستیوں کا تزکیہ فرمایا وہ قیامت تک صحابہ کے لقب سے سرفراز ہوئے اور یہ ایسی مقدس جماعت ہے کہ جن کے فیض سے تابعین کا تزکیہ ہوا اور پھر ان سے تبع تابعین اور اسی بہترین دور کے بعد جسکو خیر القرون کہتے ہیں قیامت تک تزکیہ نفس کا انتظام جن نفوس کے ذریعہ جاری رہے گا وہ اولیاء کرام ہیں اور ان کے سچے متبعیّن ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی وہ اس نہر کے مانند ہیں جو ندی سے نکل کر روئے زمین کے چپے چپے کو سیراب کرتی ہے۔

تزکیہ نفس کی اتنی اہمیت کے باوجود کہ فلاح دارین کا مدار اس پر ہے اکثر لوگ اس باب میں غفلت میں مبتلا ہے یا کوتاہی میں۔ اور اس وجہ سے اسکے حصول کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اسکے ذرائع یعنی تلاش رہبر سے بے خبر رہتے ہیں یا اپنے کو اس سے بے نیاز سمجھتے ہیں جبکہ کمال دین کیلئے نفس کا تزکیہ ناگزیر ہے اور تزکیہ نفس کیلئے مرشد کامل کی صحبت اور توجہ لازمی لیکن چونکہ انسان کا سب سے بڑا اور کھلا دشمن شیطان اور خود اس کا نفس اس کو اس راہ سے روکتے ہیں شیطان کئی بہانے سکھاتا ہے اور نفس اس میں مدد کرتا ہے۔ کہیں اپنی بڑائی کا احساس اس راہ میں مانع ہوتا ہے کہ میں فلاں ہو کر کسی کے آگے زانوئے ادب کیوں طئے کروں تو کہیں

مصروفیت کے بہانے اس راہ کی رکاوٹ بنتے ہیں جس کی بنا تزکیہ نفس سے محرومی رہتی ہے۔

ضروریات دین میں سے اچھی صحبت کا اختیار کرنا بھی لازمی ہے کیونکہ صحبت صالح (دین دار اور نیک لوگوں کی صحبت) دین و دنیا کی کامیابی کا وسیلہ ہے اور اس کے موثر ہونے میں کسی کو انکار نہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ ''کُونُوا مَعَ الصّٰادِقِیْنَ'' یعنی سچے اور دین دار لوگوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ آدمی جس طرح کے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے ویسا ہی رنگ اس پر چڑھتا ہے تو جہاں ایک طرف اچھوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے تو وہیں دوسری طرف برے اور دنیا دار لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیئے کیونکہ صحبت اچھی ہو یا بری دونوں اپنی اپنی جگہ اپنا اثر رکھتے ہیں اور اگر کوئی بروں کی صحبت میں رہنے کا عادی ہو جائے اور وہ فوراً برائی کو اختیار نہ بھی کرے تو برائی سے نفرت اس کی طبیعت سے جاتی رہتی ہے اور آہستہ آہستہ وہ برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کا تجربہ روزمرہ کی زندگی میں بارہا ہوتا ہے۔ اور صحبت کی وہ تاثیر ہے کہ انسان تو انسان جانور اور بے جان چیزوں پر تک صحبت کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کے ثابت کرنے کیلئے کوئی زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم دونوں طرح کی صحبتوں کے اثرات کا مشاہدہ کرتے ہی رہتے ہیں کہ کیسے اچھے بھلے لوگ بری صحبتوں کے اثر سے تباہی و بربادی میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اور کتنے ہی برے اچھی صحبتوں کے ہوتے راہ راست پر آجاتے ہیں۔ اب رہا دیگر جانداروں اور بے جان اشیاء پر صحبتوں کے اثرات کا ثبوت تو قرآن مجید میں اصحاب کہف کا قصہ موجود ہے اور انہیں اصحاب کہف کے ساتھ جسکے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ کتّا بھی انسان کی شکل میں جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ محض اللہ والوں کی صحبت اور ان سے وفاداری کا نتیجہ ہوگا ورنہ جانور تو اعمال کا مکلّف ہی نہیں ہے اس تمام تقریر کا منشاء یہ ہے کہ مرشد کی تلاش سے مقصود اچھی صحبت کا اختیار کرنا بھی ہے تاکہ اس کی تاثیر سے اچھائیاں پیدا ہوں اور کتنے ہی مقامات مقدس و بری جگہیں کسی نہ کسی سے تعلق صحبت کی بنا مقدس یا منحوس قرار پاتی ہیں۔

بیعت کا بیان

بیعت جس کو ہمارے عرف میں مریدی کہتے ہیں یہ سنت ہے اور اسکے سنت ہونے پر قرآن مجید اور احادیث کثیرہ سے دلائل موجود ہیں قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ممتحنہ ۱۲)

ترجمہ: اے نبی! جب آپ کی خدمت میں مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور چوری نہیں کریں گی اور بدکاری نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے کوئی جھوٹا بہتان گھڑ کر نہیں لائیں گی (یعنی اپنے شوہر کو دھوکہ دیتے ہوئے کسی غیر کے بچے کو اپنے پیٹ سے جنا ہوا نہیں بتائیں گی) اور (کسی بھی) امرِ شریعت میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کیلئے اللہ سے بخشش طلب فرمائیں، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

اس آیت پاک میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کا متعدد اوامر ونواہی پر بیعت کرنا ثابت ہوتا ہے اور اسی آیت میں اِن امور مذکورہ پر ان سے بیعت لینے پر اللہ تعالیٰ کا حکم "فَبَایِعْھُنَّ" "ان عورتوں سے بیعت لے لیجئے" دلیل بیعت کی ثابت ہوتی ہے۔ تفسیر ابن کثیر و تفسیر حقانی وغیرہ میں اس آیت پاک کے ضمن میں بڑی تفصیل بیان کی گئی ہے جسکو شوق ہو وہاں دیکھے۔

اسی طرح قرآن مجید میں کئی مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کے مختلف امور پر بیعت کرنے کو بیان کیا گیا ہے جیسے

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحاً قَرِیْباً (فتح ۱۸)

ترجمہ بیشک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، سو جو (جذبۂ صدق و وفا) ان کے دلوں میں تھا اللہ نے معلوم کرلیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتح (خیبر) کا انعام عطا کیا۔

اورفرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْراً عَظِیْماً (فتح ۱۰)

(اے حبیب!) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

ان آیات سے ہمارا مقصود صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ بیعت کوئی بدعت یا عبث فعل نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ دور حاضر میں یہ گمراہ پروپگنڈہ عوام میں عام کرنے کے درپہ ہیں اور اس سنت پاک کو غیر ضروری عمل بلکہ بدعت ثابت کرنے کی مذموم کوشش میں لگے ہیں جس سے بُھولے بَھالے لوگ جو ان کی باتوں کو سچ مان کر اس عظیم سنت پاک سے محروم ہو رہے ہیں۔ ان آیات کو پڑھنے کے بعد بھی اگر کوئی اسکا منکر ہو تو پھر اسکا وبال اسی پر رہیگا۔

اوراحادیث شریفہ میں بھی بیعت کا ثبوت موجود ہےاورصحیح احادیث سےاس عمل کا مشروع ہونا ثابت ہے۔ یہاں میں نے ان احادیث میں سے ایک کونقل کیا ہے تاکہ اس باب میں بَیّن دَلیل اسکے سنت رسول اللہ ﷺ ہونے کی معلوم ہوجائے۔

حضرت عُبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں یہ عُبادہ وہ ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اورعقبہ کی رات ایک نقیب تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایاجبکے آپکے اردگرد صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی کہ تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کروکہ اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہ کروگے چوری نہ کروگے، زنانہ کروگے اپنی اولادکوقتل نہ کروگے (دیدہ ودانستہ) کسی پر بہتان نہیں لگاؤگے نیک کاموں میں نافرمانی نہ کروگے۔پس جوکوئی تم میں سے اس عہدکو پورا کریگااس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہےاورجوان میں سے کسی میں مبتلاء ہوجائے گااوردنیامیں اسےاسکی سزامل جائے گی تواس کا کفارہ بن جائیگی اوراگرکوئی غلط کاموں میں مبتلاء ہواورخدااسکا پردہ رکھ لےتو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگیا چاہےتو آخرت میں عذاب دےاور چاہے معاف فرمادے پھرہم ان باتوں پرآپ ﷺ سے بیعت کرلی۔ (بخاری شریف)

بیعت ایک عربی لفظ ہے جسکے معنی خریدنے اور بیچنے دونوں کے آتے ہیں اور اصطلاح میں بیعت عہد یاوعدہ کوکہا جاتا ہےجس کی بہت قسمیں بیان کی گئیں ہیں انہیں اقسام میں ایک قسم جورائج ہے وہ بیعت تَمَسُّک بِحَبلِ التَّقوٰی یابیعت انابت ہے جوترک معصیت (برائی چھوڑنے) اورالتزام حسنات (نیکیوں کواختیارکرنا) پر لی جاتی ہے جس میں ایک راہ مولا کا طالب یاتزکیہ نفس کا متقاضی اپنے رہنماء وپیر کے سے کرتا ہےجس کے ذریعہ اس راہ کے چلنے میں رہبر کے حکم کی تعمیل کا پختہ عہد کیا جاتا ہے۔کیونکہ تزکیہ نفس کی راہ یاراہ حق کی منزل کا سرکرنا بڑادشوارکام ہے کہ شیطان لعین اورنفس پلید دوایسے دشمن اس راہ کے طالب

کے ہیں کہ ہمیشہ وہ اس راہ میں بیٹھے رہتے ہیں ان پر غلبہ پا کر اوران کی عیاریوں سے بچ کر منزل مقصود کا پانا بڑا کٹھن کام ہے جس کیلئے رہبر کامل کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ اس پر کامل اعتماد واعتقاد بھی لازمی ہے کیونکہ اس راہ کا مسافر یعنی سالک یا مرید اس راہ کی صعوبتوں اور نفس وشیطان کی مکاریوں سے بالکل بھی واقف نہیں ہوتا اسلئے مرشد یا شیخ پر کامل اعتقاد واعتماد کے بغیر اس راہ میں قدم رکھنا بے فیض و بے فائدہ ثابت ہوتا ہے تو بیعت کے ذریعہ سالک یا مرید یہی عہد و پیمان اپنے شیخ یا مرشد سے کرتا ہے کہ اس راستہ میں جو رہنمائی بھی آپ (شیخ یا مرشد) فرمائیں گے میں بلا چوں و چرا اسکو قبول کروں گا اور اعتراض و اختلاف کی راہ سے بچوں گا تا کہ منزل مقصود کو جلد پاسکوں۔

بیعت اور مریدی ایک عہد ہے اور اس عہد میں جن امور پر یہ عہد باندھا گیا ہو اسکو پورا کرنا ایک سالک یا مرید کیلئے لازمی وضروری ہے کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً (بنی اسرائیل، آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: ''اور وعدہ پورا کیا کرو، بیشک وعدہ کی ضرور پوچھ گچھ ہوگی''

اور فرمایا......

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝'' (سورہ فتح آیت ۱۰)

ترجمہ: پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا۔ اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ (ترجمہ: عرفان القرآن سے)

اقسام بیعت: بیعت کی بہت ساری قسمیں ہیں جن کو اس موضوع کی کتابوں میں کتاب و سنت کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے ہم بھی تبرک کے طور پر اس کو یہاں نقل کریں گے اور بیعت کی اہمیت وفضیلت کو ثابت کرنے کے مقصد سے ہم نے یہ کتاب لکھی ہے اسکے ثبوت کیلئے

یہاں شیخ العرب والعجم حضرت شاہ محمد رفیع الدین فاروقیؒ کی سلوک وتزکیہ کے عنوان پر لکھی گئی مشہور کتاب ''ثمرات مکیہ'' کے اردو ترجمہ سے اقسام بیعت کو نقل کرتے ہیں۔

بیعت کے اقسام : واضح ہو کہ بیعت پانچ قسموں سے باہر نہیں۔

(۱) بیعت اسلام (۲) بیعت ہجرت و جہاد

(۳) جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت

(۴) بیعت خلافت

(۵) بیعت تمسک بحبل التقوی (یعنی تقویٰ پر جمے رہنے پر بیعت)

بیعت اسلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی خلفائے راشدین وغیرہ راشدین کے زمانے میں متروک ہوگئی کیونکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں لوگوں کی اکثریت قہر وتلوار کی وجہ سے داخل اسلام ہوتی تھی نہ کہ تالیف اور اظہار برہان کی وجہ سے اور غیر خلفائے راشدین کے زمانہ میں اس وجہ سے کہ اکثر لوگ ظالم اور فاسق ہوتے تھے اور سنتوں کے قائم کرنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔

بیعت ہجرت و جہاد اور توثیق بالجہاد (یعنی جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت) اسلام کے ابتدائی دور میں تھی۔ جب دین قوی ہوگیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو ان امور پر بیعت کی ضرورت باقی نہیں رہی لوگ رضا و رغبت سے جہاد کے وقت جہاد کرنے لگے تھے اور ثابت قدم بھی رہتے تھے اللہ کے فضل سے یہ قیامت تک باقی رہے گی۔

بیعت خلافت بھی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَة (خلافت میرے بعد (۳۰) سال تک رہے گی) کے بموجب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے عہد کے (۶) چھ ماہ سے دست بردار ہوگئے تھے جس کا

عقائد کی کتابوں میں تفصیلی ذکر ہے۔

بیعت تمسک بالتقویٰ بھی خلفائے راشدین کے زمانے میں متروک ہوگئی تھی کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بموجب فرمان نبوی ﷺ من رائی فقدرای الحق (جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا) اور آپ کے جمال جہاں آرا کی رویت کے طفیل میں حقائق کا کما حقہ انکشاف ونسبت آگاہی کا ملکہ اس مرتبہ پر پہنچ گیا تھا کہ اس قسم کی بیعت کی حاجت نہ رہی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشائُو اللہ ذوالفضل العظیم۔ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے)۔

خلفائے غیر راشدین کے زمانہ میں بھی بیعت تمسک بحبل التقوی شائد خوف انتشار یا اس کو بیعت خلافت گمان کر کے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہوجانے کے اندیشہ سے ترک کردی گئی۔ صوفیہ نے اس زمانہ میں خرقہ کو بیعت کا قائم مقام قرار دیا۔ پھر جب خلفائے غیر راشدین کا دور ختم ہوگیا اور فتنہ وفساد کا خوف نہ رہا تو صوفیہ نے بیعت تمسک بالتقویٰ کو رائج کیا اور امت مرحومہ کی ترغیب وترہیب کے لئے لسانی وقلبی علوم سے تربیت کی۔ یہ بیعت انشاءاللہ تعالیٰ مہدی موعود کے ظہور تک باقی رہے گی۔ ہمارے پیغمبر ﷺ خاتم النبوۃ ہیں اور مہدی موعود خاتم الولایت ہوں گے۔ (ثمراتِ مکیہ)

اور اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ''القول الجمیل'' جس کا اردو ترجمہ ''شفا العلیل'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے میں اقسام بیعت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

> اور سوال پانچویں کا جواب یوں جان کہ جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے، پہلا طریقہ بیعت توبہ ہے معاصی

سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برکت صالحین
کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہے کہ اس میں البتہ
برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے
خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے تعلق دل کی اللہ
جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے۔ (القول الجمیل)

اور بیعت کے تحت کئے گئے عہد کی تکمیل اور نقض عہد یا بیعت شکنی کی حقیقت کو بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب میں یوں بیان فرمایا ہے۔

اور پہلے دونوں قسم کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت
ہے ترک کبائر سے اور نہ اَڑ جانا صغائر پر اور طاعات مذکورہ کو اختیار کرنا از
قسم واجبات اور مؤکدہ سنتوں کی اور عہد شکنی عبارت ہے خلل ڈالنے سے
اس میں جن کو ہم نے مذکور کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر اور
طاعات پر مستعد نہ ہونا بیعت شکنی ہے۔ (القول الجمیل)

اور تیسرے طریقے میں پورا کرنا بیعت کا عبارت ہے مدام
ثابت رہنے سے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہاں تک روشن
ہوجاوے اطمینان کے نور سے اور یہ اُس کی عادت اور خو اور جبلی ہوجاوے
تلا تکلف تو اس حالت کے نزدیک گا ہے اُس کو اجازت دی جاتی ہے اُس
میں جو کو شرع نے مباح کیا ہے از قسم لذات کے اور مشغول ہونے کے
بعضے ان کاموں میں جن میں طویل مدت کی طرف حاجت ہوجاتی ہے
جیسے درس کرنا علوم دینی کا اور قضا اور بیعت شکنی عبارت ہے اُس کی خلل
اندازی سے قبل از نورانیت دل کے۔ (القول الجمیل)

ان تمام باتوں کو بیان کرنے سے ہمارا مقصود، بیعت کی مشروعیت کو ثابت کرنا اور اسکی اہمیت کو واضح کرنا ہے اور ماننے والے کیلئے تو ایک دلیل بھی بس ہے اور نہ ماننے والے کیلئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

شرائط مرشد کا بیان

مرشد یا رہبر کی حیثیت راہ مولا کے رہبر ورہنما کی ہوتی ہے جس کی نگرانی میں مرید و سالک تربیت حاصل کرتا ہے اور راہ مولا میں قدم آگے بڑھاتا ہے اور منزل مقصود کو پاتا ہے لیکن منزل مقصود کو پانا اس وقت ممکن ہے جب مرید یا سالک کی طلب صادق ہو اور رہبر ورہنما کامل ہو۔ کسی بھی فن یا پیشے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ استاد اگر ماہر نہ ہو تو شاگرد نا قابل تلافی نقصان سے دوچار ہوتا ہے اور وقت اور عمر کا ضیاع ہوتا ہے اسی طرح اس روحانی میدان میں بھی اگر رہبر (مرشد) درکار اہلیت نہ رکھنے والا ہو تو راہ رو (مرید) کا نا قابل تلافی نقصان ہوتا ہے بلکہ بعض وقت وہ ایسی گمراہی کے اندھیرے میں گرفتار ہوتا ہے کہ ہدایت کی روشنی سے میلوں دور جا پڑھتا ہے۔ اس معاملہ میں اسی نزاکت کے پیش نظر ایک طالبِ مولا کیلئے بے حد ضروری ہے کہ وہ اس راہ پر گامزن ہونے سے پہلے اچھی طرح جانچ لے کہ جس شخص کو وہ اپنا خضرِ راہ بنانے والا ہے اور اعتقاد و اعتماد کا تعلق جس سے جوڑنے جا رہا ہے کیا وہ ان درکار صلاحیتوں کا حامل ہے تاکہ رہبر کی صورت میں رہزن سے بچا جا سکے۔

صوفیائے کرام جو علماء ربانیّن ہیں اور راہ مولا کے شاہ سوار ہیں ان ہستیوں نے راہ مولا کے طالبوں کی رہنمائی کیلئے اس باب میں مرشد یا شیخ کیلئے جن شرائط کا پایا جانا لازمی ہے پر بہت کچھ تحریر وارشاد فرمایا ہے۔ ہم یہاں طالبین کی رہنمائی کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے رسالہ ''القول الجمیل'' کے اردو ترجمہ ''شفاء العلیل'' سے مرشدی کے شرائط نقل کرتے ہیں۔

بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں چند اُمور شرط ہیں۔

شرطِ اول عالم ہو علم قرآن وحدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ پلے سرے کا مرتبہ علم کا مقصود نہیں بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا ان کے مانند تفسیرِ وسیط یا وجیزِ واحدی کے محفوظ کر چکا ہو اور کسی عالم سے اُس کو تحقیق کر لیا ہو اور اس کے معنی اور ترجمہ لغات مشکلہ کو اور شانِ نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اُس کے قریب ہے اُس کو جان چکا ہو۔

اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم کر چکا ہو۔

اور بیعت لینے والا مکلّف نہیں علم قرآن میں اختلافات قرأت کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے تجسس کا کیا تو نہیں جانتا کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث منقطع اور مرسل کو لیتے تھے۔ مقصود تو حصول ظن ہے ساتھ پہنچ جانے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سو اتنی بات تو کتب معتمدہ حدیث میں تفحص رواۃ پر منحصر نہیں اگرچہ تحقیق فن حدیث میں بدوں علم رجال کے حاصل نہیں۔

اور بیعت لینے والا علم اُصول فقہ اور اُصول حدیث اور جزئیات فقر اور احکام حوادث کے یاد رکھنے کا مکلّف نہیں۔

اور عالم ہونا مرشد کا تو ہم نے فقط اتنے واسطے شرط کیا ہے کہ غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا اُس کو خلاف شرع سے اور اس کی رہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دُور کرنا بدخووں کا اور حاصل کرنا صفات حمیدہ کا پھر مرید کا عمل میں لانا اُس کو جمیع اُمور مذکورہ میں سو جو شخص عالم اور واقف ان اُمور سے نہ ہوگا اُس سے یہ کیوں کر متصور ہوگا۔

اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے کتابت حدیث کی ہو یعنی روایت کی ہو اُستاد سے اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو۔

کچھ نہیں بنتی بارِ خدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی علماء کی بہت مدت تک صحبت کی ہو اور اُن سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص ہو اور کثیر الوقوف ہو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یعنی قرآن اور حدیث سُن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنت کے موافق کر لیتا ہو تو امید ہے کہ اس قدر معلومات بھی اس کو کفایت کرے در صورت عدم علم واللہ اعلم

اور بیعت لینے والے کی دوسری شرط عدالت اور تقوی ہے تو واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اڑ نہ جاتا ہو۔

اور تیسری شرط بیعت لینے کی یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب ہو محافظ ہو طاعات موکدہ اور اذکار منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کامل اس کو حاصل ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا امر کرتا ہو مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا ہو جو مستقل ہو اپنی رائے پر نہ کہ مرد ہر جائی ہر دم خیالی جس کو نہ رائے ہو نہ امر مروت والا اور صاحب عقل کامل کا ہوتا کہ اس پر اعتماد کیا جاوے اس کے بتائے اور روکے ہوئے فعل پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہی اُن کی مقبول ہے جن گواہوں کو تم پسند کرو سو کیا تیرا گمان ہے صاحبِ بیعت کے ساتھ یعنی جب شاہدوں میں عدالت شرط ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد میں بطریق اولیٰ عدالت اور تقویٰ شرط ہوگا۔

اور پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور اُس سے ادب سیکھا ہو۔ زمانہ دراز تک اور اُن سے باطن کا نور اور ایمان حاصل کیا ہو اور یہ یعنی صحبت کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادت الٰہی یوں جاری ہوئی ہے کہ نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے جیسے انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا مگر علماء کی صحبت سے اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے یعنی جیسے آہنگری بدوسن صحبت آہنگر یا بخاری بدوں صحبت بخار کے نہیں آتی۔

اور شرط نہیں اس میں یعنی بیعت لینے میں ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ وری کا اس واسطے ظہور کرامات اور خوارق عادات ثمرہ ہے مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ شرط کمال کے اور ترک اکتساب مخالف شرع ہے اور دھوکہ نہ کھاو اُس سے جو درویش مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اُن کے

فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت کرنا اور شبہات سے پرہیز کرنا یعنی مال مشتبہ اور پیشہ مکر اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے۔ (قول الجمیل)

حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشادات تلاش مرشد کے باب میں واضح رہنمائی فرمانے والے ہیں جسکی روشنی میں بآسانی حقیقی رہبر و رہنماء راہ مولا کی پہچان ہو جاتی ہے۔

دور حاضر میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے گمراہ قسم کے لوگوں نے بھی پیری مریدی کو پیشہ بنا رکھا ہے اور اپنی دنیاداری کی دکانوں کو چمکانے کیلئے اپنی ظاہری حالت کو بزرگانِ دین کی طرح اختیار کر رکھا ہے اور یہ بہروپئے بھولے بھالے لوگوں کو ان کی بزرگانِ دین سے خوش عقیدگی اور ان لوگوں کی سادہ لوحی اور حسن ظن کی وجہ سے دھوکہ دیتے اور استحصال کرتے ہیں اور ان کا یہ عمل حقیقی اہل طریقت جو کتاب و سنت و تعلیمات اولیاء اللہ کے عین مطابق ہے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا لیکن اہل طریقت کے بارے میں بعض لوگوں کے نزدیک بدگمانی کا سبب ضرور بنا ہوا ہے۔

اہل اللہ سے عقیدت رکھنے والے بندے یا روحانیت کی تسکین کے طلبگار و سالکین اگر حضرت شاہ صاحبؒ کی اوپر بیان کردہ رہنمایانہ اصول کو پیش نظر رکھیں تو بہت حد تک ایسے دھوکہ بازوں سے بچ سکتے ہیں جنھوں نے عوام الناس کی ایک بڑی تعداد کو دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور ان کے دین کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں۔

مریدی کے شرائط

مرشد کامل کیلئے جیسے ضروری شرائط ہیں اور انکا بیان اس سے قبل کے باب میں گزرا ہے اسی طرح مرید کیلئے بھی کچھ ضروری شرائط ہیں جنکو حضرت سیدنا شاہ محمد رفیع الدین قندھاریؒ (جو حضرت سیدنا میر شجاع الدین حسینؒ کے پیر و مرشد ہیں) نے اپنی کتاب ''ثمرات مکیہ'' میں تحریر فرمایا جسکا اردو ترجمہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔تاکہ اس باب میں ضروری رہنمائی حاصل ہو۔

شرائط مرید : مرید کیلئے بھی تین شرطیں ضروری ہیں:

(۱) اول کہ مرید عاقل ہوتا کہ سلوک وتزکیہ وتصفیہ وغیرہ کے بارہ میں شیخ کی ہدایتوں کو سمجھ سکے۔

(۲) دوسرے یہ کہ بالغ ہو۔کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ بیعت کیلئے پیش کیا گیا۔آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کیلئے برکت کی دعا فرمائی لیکن بیعت نہ لی۔بعض مشائخ بچوں کی بیعت کو تبرکاً وتفاولاً جائز رکھتے ہیں۔انکی سند حضرت ابوالطفیلؓ صاحبِ مجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے پانچ سال کی عمر سے حدیث کی روایت کرتے تھے۔مجہ (مجہ کے معنی ہیں کلی۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوالطفیل کے چہرہ پر کلی فرمائی تھی جبکہ وہ کمسن تھے۔اس لئے وہ صاحب مجہ کہلائے)

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ مرید کو (بیعت کی) رغبت ہوتا کہ شیخ کی ہدایات
کے مطابق مجاہدہ ومراقبہ میں کوشش کرے کیونکہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ مَاسَعٰی
کے بموجب کوئی کام بھی بغیر محنت کے نہیں ہوتا۔ (ثمراتِ مکیہ)

ان ضروری شرائط کے علاوہ بنیادی بات جو ایک مرید کیلئے لازمی ہے وہ حسنِ نیت وہ طلب صادق ہے حسنِ نیت وطلب صادق سے میری مراد یہ ہے کہ مرید اپنی ارادت میں تزکیہ نفس وحصول رضائے الٰہی کو مقصد عین بنائے نہ کہ کرامت وکشف کو اور نہ کسی دنیوی مقصد کیلئے شیخ کا مرید بنے اور جو مرید حصول دنیا کیلئے کسی مرشد سے تعلق قائم کرے جیسا کہ دور حاضر میں بعض لوگ مرید اس لئے بنتے ہیں کہ بعد کو خود مرشد بن جائیں اور لوگوں کو مرید کریں اور اپنی مرشدی کی دکان چلائیں نہایت ہی بری بات ہے اور اس طرح کی ارادت باطل ہے اور اہل طریقت کے پاس نہایت ہی برا عمل ہے۔

سچا مرید تو وہ ہوتا ہے جسکی نیت یہ ہو کہ وہ ارادت کے ذریعہ اپنی راہ سلوک کی باگ ڈور اپنے مرشد کے ہاتھ میں دیکر ایسا ہو جائے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت ہوتی ہے کہ مردہ کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا اور غسال جسطرح چاہتا ہے اسکو الٹتا اور پلٹتا ہے اور ایک مریدِ صادق کی پہچان یہی ہوتی ہے کہ وہ صرف راہ حق کا متلاشی ہوتا ہے اور تزکیہ نفس کے حصول کا طالب ہوتا ہے جو حصولِ راہ مولا کا ذریعہ ہے۔ اسکے علاوہ سے اسکو کچھ سروکار نہیں ہوتا۔

مرید کیلئے چند ضروری ہدایات

- مرید یا سالک کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ اپنے مرشد کی صحبت کو اختیار کرے تاکہ حرکات وسکنات میں اس کی پیروی کرے۔
- مرید یا سالک کو چاہئے کہ وہ بری صحبت اور بیجا اختلاط سے بچے دنیاداروں کی

صحبت سے اجتناب کرے کہ ایسے لوگوں کی صحبت دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔

❁ مرید کو شہرت و جاہ و عزت کی طلب ہرگز دل میں نہیں لانا چاہئے اگر کہیں ایسی باتوں میں کھپنے کا موقع نظر آئے تو اس سے بچنا ضروری ہے۔

حضرت خواجہ دکن بندہ نوازؒ فرماتے ہیں

> مرید کو ناموروی اور شہرت کا خیال بھی دل میں نہ لانا چاہئے۔شہرت میں ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کہیں یہ جواب نہ مل جائے کہ اگر تو نے ہمارے واسطے محنت و مشقت اٹھائی تو کیا ہوا ہم نے اپنے بندوں کو تیری طرف متوجہ کر دیا تھا وہ تیری تعظیم و توقیر کرتے تھے۔محبت کا پہلا امتحان یہی ہے کہ مخلوق اس کی طرف مائل نہ ہو۔ (روح تصوف)

❁ مرید کیلئے ضروری ہے کہ وہ عقائد ضروریہ و مسائلِ فقہ جیسے طہارت، طریقہ عبادات و احکام و معاملات کا علم حاصل کرے۔

❁ حقوق و فرائض کی ادائیگی کے بعد جو وقت بھی میسر ہو اس کو اپنے معمولات سلوک (اذکار اشغال وغیرہ جو مرشد تعلیم کرے) میں صرف کرنا چاہئے۔

❁ مرید کو چاہئے کہ وہ کم کھائے کم سوئے اور کم بات کرنے کے طریقہ پر عمل پیرا ہو کیونکہ کثرتِ طعام، نوم و کلام روحانی ترقی کیلئے رکاوٹ بنتا ہے۔

❁ سالک کو کرامت کشف و چمتکار کا ہرگز آرزومند نہ ہونا چاہئے بلکہ صرف اور صرف رضا خدا اور سول اس کا مقصد عین ہو۔

مرید پر مرشد کے حقوق و آداب کا بیان

ایک مرید کے حق میں مرشد کا بڑا رتبہ ہے اور مرید پر لازم ہے کہ وہ مرشد کے حقوق و آداب کی ادائیگی کا پابند رہے۔ ہر تعلق ورشتہ کے کچھ حقوق ہوتے ہیں ایسے ہی مرشد جو روحانی استاد کی حیثیت رکھتا ہے اسکے بھی کچھ حقوق ہیں اور ان کی صحبت میں رہنے کے کچھ آداب ہیں جن کی ادائیگی مرید پر واجب ہے اور ان میں کوتاہی حصول فیوض و برکات و ترقی سلوک کیلئے رکاوٹ ہے۔

از خدا خواہم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از لطف رب

ترجمہ: ہم اللہ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں اسلئے کہ بے ادب اللہ کی مہربانی سے محروم رہتا ہے۔

مرشد و مرید کا تعلق ایک روحانی و ایمانی تعلق ہے اور اس تعلق کی بنیاد ہے اعتقاد و حسن ظن۔ خوش اعتقادی ہی وہ ڈور ہے جو مرید کو مرشد سے جوڑے رکھتی ہے اور جہاں اعتقاد متزلزل ہو تو وہاں مرید کیلئے روحانی ترقی وحصول فیض کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

(۱) مرید کو چاہئے کہ اپنے شیخ کے بارے میں ہمیشہ اچھا گمان رکھے۔ کہ اس سے اسکے روحانی درجات میں بے پایاں اضافہ ہوتا ہے۔

حکایت: حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں کہ ہم تین پیر بھائی تھے اور ہم تینوں کا اپنے شیخ کے بارے میں مختلف گمان تھا ایک تو یہ گمان رکھتا تھا کہ میرے شیخ خود تو کامل ہیں اور دوسروں کا کامل نہیں بنا سکتے۔ دوسرے کا گمان تھا کہ میرے شیخ کامل تو ہیں مگر صاحب ارشاد نہیں ہیں۔ جبکہ میرا یہ گمان تھا کہ اس امت میں کسی کو کامل شیخ ملے ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو

نبی علیہ السلام ملے یا پھر اس کے بعد مجھے کامل شیخ ملے ہیں۔ میرے اس حسن ظن کی وجہ سے مجھے تجدید کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ پس آپ حضرت مجدد الف ثانی بنے۔ سالک کو چاہیئے کہ ہرجائی نہ بنے اور حصول فیض کیلئے اپنے مرشد کے علاوہ کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔

(۲) اگر کوئی عمل شیخ سے بتقاضائے بشریت سرزد ہو تو اس کو مجبوری پر محمول کرنا چاہیئے اور اس سے اپنے اعتقاد میں خلل نہ پیدا کرنا چاہیئے۔ البتہ صریح خلاف شرع عمل کا کسی کو مرتکب پائے تو ایسے شخص کی ارادت فوری ترک کردینا چاہیئے کہ خلاف پیغمبر شخص کی صحبت ہرگز فائدہ بخش نہیں ہوسکتی۔

(۳) مرید کے دل میں مرشد کیلئے سچی محبت ہونی چاہیئے کیونکہ بغیر محبتِ مرشد کے اس راہ میں کچھ بات نہیں بنتی۔

حکایت : حضرت امیر خسروؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے خاص مرید تھے۔ ان کو اپنے مرشد سے بڑی محبت تھی۔ ایک مرتبہ ایک سائل حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ طلب کیا۔ اس وقت حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس خیال سے کہ سائل خالی واپس نہ جائے اپنی جوتیاں ہی اس کو دیدیں، جن کو لے کر وہ چلا گیا۔ راستے میں اس کی ملاقات امیر خسرو سے ہوگئی۔ انہوں نے اس فقیر سے پوچھا تم میں سے میرے مرشد حضرت نظام الدین کی خوشبو آرہی ہے۔ کہیں تم ان کے دربار میں سے تو نہیں ہو کر آئے، سائل نے عرض کیا میں ان کے پاس کافی دیر ٹھہرا رہا ہوں۔ مگر سوائے ان جوتیوں کے مجھے کچھ نہیں ملا۔

امیر خسرو نے اس فقیر سے کہا یہ جوتیاں مجھے دے دو اور اس کے بدلے میرا سارا مال و زر تم لے لو۔ فقیر حیران ہوا اور بولا کہ آپ مجھ سے مذاق کررہے ہیں۔ امیر خسرو نے کہا ہرگز

نہیں۔ لاؤ جوتیاں چنانچہ آپ نے اپنے مرشد کی جوتیاں لے کر سارا اسباب اور مال و زر اس فقیر کے حوالے کر دیا۔ پھر جوتیاں لے کر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت نے اپنی جوتیاں امیر خسرو کے ہاتھ میں دیکھیں تو مسکراتے ہوئے فرمایا خسرو یہ جوتیاں تم نے بہت سستی خریدی ہیں۔ (قصص الاولیاء)

(۴) محبت کی پہچان یہی ہے کہ دل و جان سے اسکی خدمت بجا لائے اور اسکی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوشش کرے۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنے خلیفہ حضرت نصیرؒ الدین چراغ دہلوی اور حضرت امیر خسروؒ کو ایک مجذوب کے پاس اس ہدایت کے ساتھ روانہ فرمایا کہ جاؤ اور جو کچھ ان کے کاسہ میں پڑا ہے اس کو کھا کر آنا، جب یہ دونوں حضراتؒ ان مجذوب کے پاس پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہت خستہ حالت میں ہے اور ان کے منہ سے رال بہہ رہی ہے، اور وہ کاسہ میں گر رہی ہے اور کاسہ میں کوئی کھانے کی چیز ہے۔ حضرت امیر خسروؒ یہ دیکھ کر اُکاری لے کر باہر نکل گئے اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی آگے بڑھ کر اس کاسہ میں سے نوالہ اٹھا کر کھا لئے۔ حضرت امیر خسرو نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کس طرح کر پائے ہو، تو حضرت نصیر الدینؒ نے فرمایا میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کاسہ میں کیا ہے میں نے یہ دیکھا کہ میرے مرشد کا حکم کیا ہے۔

(۴) اور مرید کیلئے یہ بھی بے حد ضروری ہے کہ وہ اعتقاد رکھے کہ میرا مطلب اس مرشد سے حاصل ہو گا اور اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیض سے محروم ہو گا اس ضمن میں خواجہ دکن حضرت سید محمد بندہ نوازؒ فرماتے ہیں

پیر کے مرتبہ کو سمجھنا بہت بڑا کام ہے۔ کم از کم اتنا اعتقاد ضرور رکھنا چاہئے کہ

پیر جو کچھ کرتے ہیں خدا کے حکم سے کرتے ہیں پیر سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں
اور اگر اپنے پیر کے پیر بھی موجود ہوں تب بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ مجھ کو فیض
اپنے پیر سے پہنچ سکتا ہے وہ پیر کے پیر سے نہیں پہنچ سکتا۔ (روح تصوف)

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے پاس تین قلندر آئے اور آپ سے کچھ کھانے کو طلب کیا، آپ نے حکم فرمایا تو ان کو کھانا پیش کیا گیا، انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور اچھے کھانے کی خواہش کی، حضرت کے حکم سے ان کو اور اچھا کھانا پیش کیا گیا لیکن انھو نے اور اچھے کھانے کی فرمائیش کی، ایسا تین مرتبہ ہوا پھر حضرت نظام الدین اولیاء نے ان سے کہا کہ یہ کھانا اس کھانے سے بہتر ہے جب تم لوگوں نے بھوک سے پریشان ہو کر مردہ گوشت کھایا تھا۔ یہ سنکر وہ قلندر آپ کے قدموں میں گر گئے آپ نے انکو روحانی مرتبہ عطا فرمایا تو وہ اپنے پیر کا نام لے لے کر چلاتے گئے۔ لوگوں نے پوچھا تم کو صاحبِ حال حضرت محبوب الٰہیؒ نے کیا اور تم پیر پیر چلا رہے ہو۔ انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے پیر کا صدقہ ہی ہے کہ ہم کو حضرت محبوب الٰہی نے صاحب حال کیا ہے اگر وہ نظر نہ کرتے تو یہ نہ ملتا۔

دور حاضر میں بعض لوگ اپنے اعتقاد کا تعلق بعض ایسے لوگوں سے جوڑ لیتے ہیں جو نہ مرشدی کے اہل ہوتے ہیں اور نہ دین داری وسنت رسول اللہ ﷺ سے ان کو کوئی حقیقی تعلق ہوتا ہے بلکہ اپنے لباس ظاہری یا چکنی چپڑی باتوں سے یا چند رٹے ہوئے اصطلاحاتِ تصوف سے سادہ لوح لوگوں کو اپنے چکر میں پھانس لیتے ہیں اور یہ لوگ آنکھ بند کر کے ان کی اقتدا کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اس رسالہ میں جتنی باتیں مرشد سے اعتقاد کے متعلق بیان ہوئی ہیں یا ان کے اداب وحقوق کے ضمن میں آگے بیان ہوں گی وہ ساری باتیں ایسے شیوخ یا مرشدین کیلئے ملحوظ رکھنے کی ہیں جو اس منصب کے حقیقی اہل ہیں نہ کہ ان لوگوں کیلئے جو پیشہ ورانداز سے

مرشدی کی دکانیں چلا رہے ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی اس دور میں دیکھنے میں آرہا ہے کہ بعض لوگ کچھ تعویذ وغیرہ سیکھ لیتے ہیں اور فنی اعتبار سے عامل کہلانے کے لائق بھی نہیں ہوتے اور جنکی آج کل بڑی کثرت ہوگئی ہے اور بعض لوگ محض جہالت کی وجہ سے یا کمزور اعتقادات کی بنا ان سے رجوع ہوتے ہیں اور انکے ذریعہ سے کسی شخص کے کوئی کام کے اتفاقی طور پر بن آنے سے جس میں ان عاملوں کی تعویذ کا کوئی دخل ہو یا نہ ہو ان کے ایسے معتقد ہو جاتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ہوتی اور اس قسم کے لوگ بھی آج کل پیری مریدی میں مشغول ہیں اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد ان سے وابستہ ہو کر اپنے اعتقاد وارادت و دین و دنیا کو خراب کر رہے ہیں۔

جہاں تک عملیات کرنے اور کرانے کی بات ہے تو حدیث شریف کی رو سے جائز مقاصد کیلئے آیات قرآنی یا احادیث نبویؐ میں بتلائی گئی دعاؤں یا بزرگان دین کے عطا کردہ وظیفوں و تعویذات وغیرہ سے استفادہ منع نہیں ہے لیکن ایک بات اچھی طرح ذہن میں رکھنے کی ہے کہ اگر کوئی شخص تعویذ وغیرہ دے یا کوئی وظیفہ بتادے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ شیخ طریقت یا مرشد ہو، ہر تعویذ کرنے والا مرشد یا شیخ نہیں ہوتا البتہ کوئی شیخ و مرشد تعویذ وغیرہ بھی دیدیا کرتے ہیں لیکن مرشد یا پیر وہ ہوتا ہے جو راہِ مولا کا رہبر اور نفوس انسانی کو رزائل و بری صفات سے پاک کرنے والا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ دنیا راہ حق میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اور مصائب و حاجاتِ دنیوی انسان کو راہ مولا سے باز رکھتے ہیں لہذا مصیبتوں سے نجات یا حاجات کی تکمیل کیلئے ناجائز و نامناسب طریقوں سے بچانے کیلئے اہل اللہ نے اپنے مریدوں و طالبوں کو اسماءِ ربانی و آیات قرآنی وغیرہ سے استفادہ کے طریقے بھی تعلیم فرمائے تا کہ سالکانِ راہ حق دنیاوی مسائل سے فارغ اور یکسو ہو کر متوجہ الی الحق ہو سکے کسی ایسے شیخ کامل یا مرشد سے جو اِن شرائط کا حامل ہو جو مرشدی یا پیری کیلئے درکار ہے جن کی صراحت اس کتاب کے پچھلے عنوان میں

کردی گئی ہے سے ارادت کا تعلق قائم ہوجائے تو پھر مرید یا طالب پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرشد کے آداب وحقوق کو بجالائے۔سب سے پہلے ہم یہاں مرشد کے آداب کو بیان کریں گے جن کوملحوظ رکھنا ایک مرید پر لازم ہے کیونکہ ''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں''۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''بے ادب فضلِ رب سے محروم رہتا ہے''۔اور اس بارے میں اولیاء کاملین کے کثیر ارشادات وفرمودات وادب کے عملی نمونے موجود ہیں جس سے ادب کی اہمیت ثابت وواضح ہوتی ہے۔حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''پہلے ادب سیکھو پھر علم سیکھو'' حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ہر شئے کی قیمت ہوتی ہے انسان کی قیمت اس کا علم وادب ہے''۔حضرت ابوعلی دقاقؒ جو بہت پائے کے مشائخ اور اولیاء کاملین میں شمار کئے جاتے ہیں کا ارشاد ہے کہ ''بندہ اطاعت سے جنت میں پہنچ جاتا ہے اور ادب سے حق سبحانہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے''۔

صاحب مقامات تصوف کا قول ہے ''اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں باادب رہنا اسلئے ضروری ہے کہ وہ مرشد درحقیقت نائب رسولؐ ہوتا ہے''۔

حضرت شیخ جلال الدینؒ ترک ادب کے نقصان کے بارے میں فرماتے ہیں ۔

''جس شخص کے پاس ادب کا حصہ نہیں اس کے پاس شریعت کا حصہ نہیں''

ان اقوال اولیاء سے ادب کی اہمیت وتاکید معلوم ہوتی ہے اب رہا کہ کن موقعوں پر کسطرح کا ادب ملحوظ رکھنا چاہئے جب سچا ادب مرشد کا دل میں ہوتو پھر وہ جذبۂ ادب خود موقع کی مناسبت سے ادب کے طریقے وسلیقے سکھا دیتا ہے۔پھر بھی ہم یہاں کچھ خاص موقعوں پر ملحوظ رکھنے کیلئے ادب کونقل کرتے ہیں ۔

مرشد کی خدمت میں حاضری کے آداب

❁ امام قُشیریؒ فرماتے ہیں:۔

میں ابتدائی زمانہ میں جب بھی اپنے شیخ کی خدمت یا مجلس میں جاتا تو روزہ رکھتا پھر غسل کرتا تب اپنے شیخ کی مجلس میں جاتا، کئی بار ایسا ہوتا کہ مدرسہ کے دروازہ تک پہنچ جاتا مگر شرم وحیاء کے مارے دروازے سے ہی لوٹ آتا۔ (رسالہ قشیریہ)

❁ حضرت بندہ نوازؒ فرماتے ہیں:۔

شیخ یا مرشد کی خدمت میں حاضر ہوکر طالب کو عاشق کی طرح یا تو مرشد کے چہرے انور پر نظر رکھنی چاہیئے یا اپنے پیروں پر نگاہ رکھ کر کھڑا رہے اگر بیٹھے تو سینے پر نظر رکھے، شیخ کے سامنے نہ دوڑ کر چلنا چاہیئے نہ بہت آہستہ۔

❁ شیخ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرنا ہو تو نہایت ادب کے ساتھ پیش کرے۔

❁ واپسی میں شیخ کی طرف پشت نہ کرے شیخ کے سامنے بیٹھ کر۔

❁ اِدھر اُدھر تاکنا گھڑی گھڑی اُٹھنا بیٹھنا بے ادبی ہے۔

❁ جب شیخ اٹھے مرید کو بھی اٹھ جانا چاہیئے۔

❁ شیخ کے سامنے بیٹھ کر اونگھنا برا ہے، نیند کا غلبہ ہو تو کسی گوشہ میں ہو جائے۔

❁ شیخ کے سامنے وظیفہ پڑھیں نہ تلاوت کریں نہ شیخ کو تنہا چھوڑ کر نفل پڑھنے جائے۔

❁ اسی طرح ادب حاضری میں یہ بھی داخل ہے کہ حتی الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہوں اس کا سایہ مرشد کے سائے یا اس کے کپڑے پر پڑے اس کے مصلّے پر پیر نہ رکھے اسکی طہارت و وضو کی جگہ طہارت نہ کرے مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔ (روح تصوف)

حضرت حسان الدین جیسیؒ مولانا رومؒ کے مریدان خاص سے تھے اور اس پائے کے

مرید تھے کہ مولانا روم خود انکا ادب بجالاتے تھے کہ دیکھنے والا سمجھتا تھا کہ خود مولانا انکے مرید ہیں اسکے باوجود وہ اپنے مرشد کا احترام اسقدر کرتے تھے کہ پورے دس برس کی خدمت میں ایک دن بھی مولانا کے وضو خانہ میں وضو نہ کیا شدت کے جاڑے اور برف باری کے باوجود گھر جا کر وضو کر کے آتے۔

- مرشد کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی طرف متوجہ بھی نہ ہو
- جس جگہ مرشد بیٹھتے ہوں اُدھر پیر نہ پھیلائے اور نہ اسکی طرف تھوکیں۔

مرشد سے گفتگو کے آداب

- گفتگو یا سوال سے پہلے مرشد سے اجازت طلب کرے وہ اجازت دیں تو گفتگو کرے ورنہ خاموش رہے۔
- مرشد جب کوئی بات کہہ رہے ہوں تو خاموشی سے سنے ان کی بات نہ کاٹے کچھ کہنا چاہے تو ان کی بات مکمل ہونے پر عرض کرے۔
- مرشد کی آواز سے آواز بلند نہ کرے اور بہ آواز بلند اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور توجہ سے جواب کا منتظر رہے اگر کوئی شبہ دل میں گزرے فوراً عرض کرے اور شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور مرشد کوئی جواب نہ دیں تو جان لے کہ میں اس جواب کے لائق نہ تھا۔
- کوئی خواب یا کشف وغیرہ ہو تو مرشد سے عرض کرے تعبیر پر اصرار نہ کرے وہ خود بیان کریں تو ٹھیک ورنہ خاموش رہے۔
- مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ شیخ کی غلطی میرے صحیح ہونے سے بہتر ہے۔

مرشد کی اطاعت

محبت و چاہت کا ایک وطیرہ بلکہ اولین وطیرہ محبوب کی اطاعت ہے اور چونکہ مرشد سے محبت اللہ تعالیٰ کیلئے محبت ہے اور مرشد سے ارادت کے تعلق کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ تمام اُمور دینی ودنیوی میں مرشد سے رہنمائی حاصل کی جائے اوران کی اطاعت کیجائے مرشد ہادی ورہنما ہے اور ہادی ورہنما ہوتا بھی اسلئے ہے کہ اسکی اطاعت وفرمانبرداری ہو۔

۞ مرشد جو کچھ حکم دیں اسکو فوراً بجالانا چاہئے اور بغیر اجازت اسکے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض وقت مرشد اپنے حال کے مطابق کوئی فعل کرتا ہے اور مرید کو اسکا کرنا زہر قاتل ہوتا ہے۔

۞ مرشد اگر کوئی وظیفہ شغل مراقبہ وغیرہ تعلیم کرے اس کو مداومت و پابندی سے پڑھنا چاہئے اور مرشد کی اجازت سے اپنے معمولات کو انجام دے۔

۞ اگر مرشد کسی خلاف شرع کام کا حکم کریں تو مرید پر اسکی اطاعت واجب نہیں کیونکہ مرشد کی اطاعت اسلئے لازم ہے کہ وہ حکم شریعت کی رہنمائی کرنے والا ہے اور جہاں تک کہ غیر شرعی بات کا حکم دینے کا معاملہ ہے تو حقیقی مرشدین یا شیوخ کبھی ایسی بات کا حکم کرتے ہی نہیں جو خلاف شرع ہو۔

مرشد کی خدمت

عقیدت اور محبت کا ایک اور تقاضہ محبوب کی خدمت ہے اور مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے مرشد کی دل وجان سے خدمت بجالائے اللہ تعالیٰ نے اگر مرید کو صاحب مال کیا ہے تو مال سے خدمت کرے اور یہ نہ سمجھے کہ صرف مالی خدمت کافی ہے بلکہ جسمانی طور پر بھی خدمت

انجام دے اور خدمت مرشد کو اپنے لئے سعادت سمجھے۔ شیخ ابو عمر جو حضرت جنید بغدادیؒ کے صحبت یافتہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک حضرت جنید بغدادیؒ کے پیخانے کو اپنے ہاتھ سے صاف کرتا رہا اور مجھے اس خدمت پر فخر ہے۔

حکایت: سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اپنے پیر حضرت عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں بعض روایات کے مطابق دس برس رہے اور آپ فرماتے ہیں کہ حضرت کے ساتھ آپ کا سامان اٹھائے پھرتا تھا اور اسطرح کے بہت سے واقعات اولیاء کاملین کے موجود ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ کیسے اپنے مرشدین کی پورے اخلاص کے ساتھ خدمت بجالاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی وجہ سے کتنے بلند مرتبے ان کو عطا فرمائے۔

حکایت: حضرت بایزید بسطامی سے ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا آپ کو یہ رتبہ کیسے ملا۔ جواب دیا کہ دو چیزوں کی وجہ سے، ایک تو ماں کی خدمت کرنے سے اور دوسرے اپنے پیر کی خدمت کرنے سے۔

پیر کی خدمت کرنے کا واقعہ آپ نے یوں بیان فرمایا کہ بیس سال تک میں انکی خدمت میں لگا رہا، نہ دن کو دن سمجھا اور نہ رات کو رات۔ چنانچہ میں ایک رات قرآن کی تلاوت میں مشغول تھا اور مریدوں میں سے کوئی بھی سوائے میرے موجود نہیں تھا، شیخ نے آواز دی کہ اے عزیزی میرا قرآن پاک لاؤ، میں نے لاکر پیش کر دیا۔ قرآن مجید میرے ہاتھ سے لیکر انھوں نے دعا فرمائی، پس یہ دوسری نعمت تھی جو میں نے اپنے پیر سے پائی۔ (اسرار الاولیاء)

اللہ پاک سے بطفیل سرکارِ مدینہ دعا ہے کہ ہم کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

وصل اللہ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا محمد و علیٰ اٰلہ و اصحابہ و ذریاتہ و اہل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین والحمدللہ رب العالمین